HABIBIA ISLAMICUS
(The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)
Home Page: http://habibiaislamicus.com
Approved by HEC in Y Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

TOPIC:

THE ORIENTALIST DELUSIONS AND THE QUR'ANIC TEXT

اوھام استشراق اور متن قرآنی

AUTHORS:

1- *Prof. Dr. Hafiz Munir Ahmed Khan, Dean, Faculty of Islamic Studies, University of Sindh, Jamshoro. Email ID: hafizmunirahmedkhan@gmail.com Orcid ID: https://orcid.org/0000-0001-5009-6766*
2- *Dr. Syed Abdul Wahab, Research Scholar, Department of Usooluddin, University of Karachi.*
3- *Prof. Dr. Ubaid Ahmed Khan, Department of Usooluddin, University of Karachi. Email ID: drubaidahmedkhan@gmail.com*

How to Cite: *Khan, Hafiz Munir Ahmed, Syed Abdul Wahab, and Ubaid Ahmed Khan. 2024. "THE ORIENTALIST DELUSIONS AND THE QUR'ANIC TEXT: اوھام استشراقی اور متن قرآنی". Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research) 8 (2):21-38.*
DOI: https://doi.org/10.47720/hi.2024.0802u02
URL: https://www.habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/308
Vol. 8, No.2 || April –June 2024 || P. 21-38
Published online: 2024-06-30

QR. Code

THE ORIENTALIST DELUSIONS AND THE QUR'ANIC TEXT

اوھام استشراقی اور متن قرآنی

Hafiz Munir Ahmed Khan, Syed Abdul Wahab, Ubaid Ahmed Khan,

ABSTRACT:
From the time of Prophethood to the present time, enemies of Islam have been trying to spoil the beauty of Islam in one way or another. For this, they have worked tirelessly in every era and they have raised various objections against Islam and the people of Islam. And since Islam is based on the Holy Quran, they tried to make the Holy Quran doubtful and declared the Quranic text as unreliable. In the article under review, we have described some of the famous objections made by Orientalists to the Qur'anic text, including the objections of Arthur Jeffrey, Dr. Gerd R. puin, Noldeke, Goldziher, etc. and then give their answers. First, the objections have been clarified through the clauses and then each clause has been discussed in the context of logical arguments.
KEYWORDS: *Orientalists, Orientalist Deluions, Quranic Scripture.*

اوھام استشراقی اور متن قرآنی

قرآن کریم کم وبیش تیئس سال کے عرصہ میں حضور اکرم ﷺ پر نازل ہوا اور بأمرِ رسول صحابہؓ نے اسے اپنے سینوں میں محفوظ کیا اور اس کی کتابت اس وقت موجود آسانی سے دستیاب شدہ چیزوں پر کی، عہدِ نبوی ﷺ کے بعد عہدِ صدیقیؓ میں قرآن کریم کے لکھے ہوئے منتشر حصوں کو صحائف کی صورت میں جمع کیا گیا، اس کے بعد عہدِ عثمانیؓ میں قرآن کریم کو بین الدفتین یعنی دوگتوں کے درمیان جمع کیا گیا اور اس میں ایسی رسم اختیار کی گئی جس میں تمام متواتر قراءتیں سما سکیں، لہذا اس طرح قرآن کریم بحیثیتِ کتابت تین مراحل سے گزرا اور ان تین مراحل سے گزر کر باعتبارِ کتابت بھی محفوظ ہو گیا اور اُمتِ مسلمہ قرآن اور قراءت سے متعلق ہر فتنہ اور شبہہ سے محفوظ ہو گئی۔

لیکن اعدائے اسلام اور فتنہ پردازوں کو یہ چیز گوارہ نہ ہو سکی انہوں نے نہ صرف قرآن کریم جو کہ دینِ اسلام کی اساس ہے اس کو منہدم کرنے کے درپے ہوئے بلکہ انہوں نے جمعِ قرآن اور قرآن کی کتابت کو غلط قرار دینے کی سر توڑ کوشش کی، انہوں نے جمعِ قرآن کی تمام کاروائی اور اس میں اختیار کئے جانے والے رسم پر ہر زاویے سے اعتراضات کئے، بعض نے تو جمعِ قرآن کے معاملے کو فسانہ قرار دیا اور جمعِ قرآن سے متعلق احادیث کو موضوع اور منگھڑت بتایا، بعض نے حضرت صدیقِ اکبرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو قرآن کریم میں تحریف کرنے والا شمار کیا تو بعض نے حضرت عثمان غنیؓ کو قرآن کے بعض حصے کا حذف اور بعض حصے کا اضافہ کا مرتکب ٹھرایا، بعض نے قرآن کریم کے متن کو مضطرب قرار دیا، بعض نے احادیث میں موجود مختلف الفاظ کی غلط ترجمانی کی اور اپنے باطل نظریے کی دلیل کے طور پر پیش کیا۔

یہ اعتراضات ہر دور میں مختلف حلقوں کی طرف سے ہوتے رہے ہیں اور ان میں روافض، مستشرقین اور ملحدین اور ان کے پیروکار شامل ہیں۔

ذیل میں ہم ان معترضین کی عبارتوں کو نقل کرنے کے بعد اعتراضات کو شقوں کے ذریعے واضح کرینگے۔

جیفری کہتا ہے۔

Prophet kept in his own care a considerable mass of revelation material belonging to various periods of his activity he wished to give his community before he died. (1)

نبی نے اپنی سرگرمی کے مختلف ادوار سے تعلق رکھنے والی وحی کے ذخیرے کی ایک بڑی تعداد کو اپنی نگہداشت میں رکھا، وہ مرنے سے پہلے اپنی جماعت کو دینے کی خواہش رکھتے تھے۔

وہ مزید کہتا ہے۔

Tradition says that it was the slaughter of a great number of these at the battle of yamama that caused interest to be aroused in getting all the revelation material set down in permanent written form lest whit the passing away of the qurra much of it should be lost. (2)

روایت میں آتا ہے کہ یمامہ کی لڑائی میں قرّاء کی ایک بہت بڑی جماعت شہید ہوگئی تھی جس کی وجہ سے تمام وحی کے حصہ کو مستقل تحریری شکل میں لکھنے میں دلچسپی پیدا ہوگئی تاکہ قرّاء کے گزرنے سے قرآن کا بہت سا حصہ کھو نہ جائے۔

ڈاکٹر پیوئن کہتا ہے۔

The Koran has a history too the sana'a fragments will help us to do this. (3)

قرآن کی حیثیت اب تاریخی ہے، صنعاء کے مخطوطات اس میں ہماری مدد کرینگے۔

نولڈیکے کہتا ہے۔

Othma's Koran was not complete some passages are evidently fragmentary and a few detached pieces are still extant which were originally parts of the Koran although they have been omitted by zaid. Amongst these are some which there is no reason to suppose mohammed desired to suppress. Zaid may easily have overlooked a few stray fragments but that he purposely omitted anything which he belived to belong to the Koran is very unlikely. (4)

حضرت عثمانؓ کا قرآن مکمل نہیں تھا، کچھ حصے ٹکڑوں کی صورت میں تھے اور کچھ علیحدہ مخطوطات اب بھی موجود ہیں جو اصل میں قرآن کا حصہ تھے اگرچہ زید نے انہیں چھوڑ دیا تھا، اس معاملہ میں کچھ ایسی باتیں ہیں جس سے یہ سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ محمد وحی کے ان حصوں کو دینا نہیں چاہتے تھے بلکہ زید نے بے خیالی میں کچھ منتشر مخطوطات کو نظر انداز کر دیا ہو گا، لیکن اس بات کا بہت کم امکان ہے کہ انہوں نے ان مخطوطات کو جن کا قرآن سے تعلق ہے جان بوجھ کر ترک کر دیا ہو۔

مندرجہ بالا عبارتوں کو سامنے رکھ کر مندرجہ ذیل شقیں سامنے آتی ہیں۔

۱۔ محمد ﷺ اپنی زندگی میں قرآن کو ایک کتاب کی شکل میں جمع کرتے رہے اور اسے مرتب کرنے سے پہلے ہی وفات پا گئے۔

۲۔ صحابہ نے مخصوص مقاصد کے تحت قرآن کا کچھ حصہ قرآن سے خارج کر دیا، اسی طرح بہت سا دوسرا مواد اس میں شامل کر دیا۔

۳۔ سورتوں کی ترتیب، خاص طور پر سورۂ فاتحہ کی قرآن میں موجودہ حیثیت مدوّن کرنے والوں کی مرہونِ منت ہے۔
۴۔ قرآن کی حیثیت تاریخی ہے، جس میں ارتقاء کا عمل جاری رہا، دریافت شدہ مخطوطات اس کی واضح دلیل ہیں، لہذا اب بھی ارتقاء ممکن ہے۔
اب ہم مذکورہ بالا اعتراضات کے جوابات تحریر کرتے ہیں۔

پہلا اعتراض:۔

محمد ﷺ اپنی زندگی میں قرآن کو ایک کتاب کی شکل میں جمع کرتے رہے اور اسے مرتب کرنے سے پہلے ہی وفات پاگئے۔

جواب:۔

اس اعتراض سے متعلق پہلی بات یہ عرض ہے کہ جس شخص کو قرآن اور اسلام کے بنیادی قوانین اور اصول کے بارے میں معلوم ہی نہ ہو، اسے دینِ اسلام اور قرآن سے متعلق لب کشائی کی اجازت ہی نہیں ہے، معترض صاحب کو قرآن کریم کے بارے میں شاید یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ یہ رسول کا کلام ہے یا رب کا فرمان ہے، اگر انہیں اس بات کا صحیح علم ہوتا تو وہ یہ بات کبھی نہیں کرتے، انہوں نے اپنی اس بات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قرآن بھی دوسری کتابوں کی طرح ہے اور جس طرح دوسرے مصنفین کی کتابیں ان کی ذات کی طرف منسوب ہوتی ہیں اسی طرح قرآن کریم بھی محمد ﷺ کی طرف منسوب ہے اور وہ خود سے تحریری صورت میں جمع اور مرتب کرتے رہے، لیکن کتاب کو حتمی شکل نہ دے سکے لیکن معترض کی یہ کوشش بے سود ہے، اس لئے کہ یہ بات بدیہی اور واضح الثبوت ہے کہ قرآن رسول کا کلام نہیں ہے، بلکہ وہ باری تعالیٰ کا فرمان ہے ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِين (5)سارے جہانوں کے رب کی طرف سے نزل کردہ ہے۔

اس اعتراض سے متعلق دوسری بات یہ عرض ہے کہ آپ ﷺ امی تھے یعنی لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے، اگر لکھنا پڑھنا جانتے تو معترض صاحب کی بات قابلِ غور ہوتی کہ محمد ﷺ تعلیم حاصل کرتے رہے اور جب ماہر ہوگئے تو انہوں نے کتاب لکھنا شروع کردی اور اس جیسے اور بھی بہت سے اشکالات جنم لیتے، چنانچہ باری تعالیٰ نے ان اعتراضات کو جڑ سے ختم کردیا اور اپنے پیارے محبوب ﷺ کو امی پیدا فرمایا اور ارشادِ ربانی ہوا:

وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَارْتَابَ الْمُبْطِلُون (6) آپ اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھا کرتے تھے اور نہ ہی اپنے داہنے ہاتھ سے لکھا کرتے تھے تب تو باطل پرست ضرور شک میں پڑ جاتے۔

لہذا جو شخص لکھنے پڑھنے پر قادر نہ ہو اس کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ قرآن کریم ان کی کتاب ہے اور انہوں نے ہی اسے مختلف جگہ تحریر کرکے یکجا کرنے اور مرتب کرنے کی کوشش کی ہے، یہ بہت بڑا جھوٹ اور الزام ہے جو عقل و نقل اور مشاہدہ کے خلاف ہے۔

اس اعتراض سے متعلق تیسری بات یہ عرض ہے کہ معترض صاحب کا یہ دعویٰ بلا دلیل ہے، انہوں نے اس دعوی پر کوئی دلیل پیش نہیں کی اور وہ پیش بھی کیسے کرتے اس لئے کہ کوئی ایسی دلیل ہے ہی نہیں، بس انہوں نے اسلام دشمنی سامنے رکھ کر عقلی گھوڑے دوڑائے ہیں

اور اس میں بھی انہیں کامیابی حاصل نہ ہوسکی، اس لئے کہ دعویٰ جب ہی قابلِ قبول ہوتا ہے کہ جب وہ مدلّل ومبرہن ہو، لہذا ان کا یہ دعویٰ ہی ناقص ہے، جبکہ اس دعوے کے خلاف ہر ہر جزئیہ پر دلائل کے انبار موجود ہیں۔

لہذا معترض صاحب کا یہ دعویٰ بلا دلیل ہونے اور عقل و نقل اور مشاہدہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابلِ رد ہے۔

دوسرا اعتراض:۔

صحابہ نے مخصوص مقاصد کے تحت قرآن کا کچھ حصہ قرآن سے خارج کردیا، اسی طرح بہت سا دوسرا مواد اس میں شامل کردیا۔

جواب:۔

اس اعتراض سے متعلق پہلی بات یہ عرض ہے کہ قرآن کریم میں کسی قسم کی تبدیلی، حذف اور ادخال کسی بھی شخص کے لئے جائز نہیں حتی کہ اس بات کی اجازت حضور اکرم ﷺ کو بھی نہیں دی گئی، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَذَا أَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ (7)

اور جب ان پر ہماری آیات واضح کر کے پڑھی جاتی ہیں تو وہ لوگ جنہیں ہماری ملاقات کی امید نہیں ہے وہ کہتے ہیں اس کے علاوہ دوسرا قرآن لاؤ یا اسے تبدیل کردو، آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے مناسب نہیں ہے کہ میں اپنی طرف سے اس میں تبدیلی کردوں، میں تو صرف اس وحی کا اتباع کرتا ہوں جو میری طرف کی جاتی ہے۔

لہذا جس کام کی اجازت باری تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو نہ دی ہو، اس کا صدور صحابہ کی جماعت سے کس طرح ممکن ہے، یہ بات صحابہ کی شان میں بڑی گستاخی اور ان پر بہتان کے مترادف ہے۔

اس اعتراض سے متعلق دوسری بات یہ عرض ہے کہ امتِ مسلمہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جو شخص قرآن کی کسی بھی آیت کا انکار کردے وہ کافر ہے، لہذا معترض صاحب کی بات ماننے کی صورت میں یہ لازم آئیگا کہ تقریباً تمام صحابہ قرآن کریم میں ردّوبدل کرنے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہوگئے تھے اور جب وہ مسلمان ہی نہیں رہے تو پھر دین کے اور معاملات میں ان کی روایات اور اقوال کا کوئی کیونکر اعتبار کرے گا، نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلام کی پوری عمارت یکدم ڈھے جائے گی اور اسلام صرف بطورِ شناخت کے باقی رہ جائے گا اور یہی ان مستشرقین کی آرزوں اور حسرت ہے، جو کبھی وعدۂ الٰہی کی وجہ سے پوری ہونے والی نہیں ہے۔

اس اعتراض سے متعلق تیسری بات یہ عرض ہے کہ مستشرقین اور ان کے ہمنواؤں کی ایک بہت بڑی جماعت قرآن کریم سے متعلق اس غلط فہمی کا شکار ہوئی کہ انہوں نے قرآن کریم کو دوسری کتابوں پر قیاس کرتے ہوئے مکتوب کو اصل اور منطوق کو اس کا تابع قرار دیا، حالانکہ قرآن کریم کو دوسری کتابوں کے مقابلے میں یہ امتیاز حاصل ہے کہ قرآن کریم میں نطق اصل اور کتابت اس کے تابع ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم لکھا ہوا نازل نہیں ہوا، بلکہ حضرت جبرئیلؑ کے تکلّم کے ذریعہ حضور اکرم ﷺ پر نزول ہوا اور حضور اکرم ﷺ

وحی کے ابتدائی زمانہ میں قرآن کریم کو بھول جانے کے ڈر سے اس کا بار بار ورد فرمایا کرتے تھے اور عین نزول وحی کے وقت بھی جب حضرت جبرئیل امین کسی آیت کا تکلّم فرماتے تو آپ فوراً اس آیت کو اپنی زبانِ مبارک پر جاری کرنے کی کوشش فرماتے، باری تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس عمل سے منع فرمایا اور قرآن کریم کو آپ ﷺ کے سینہ میں محفوظ کرنے کا وعدہ فرمایا، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ (8)

اپنی زبان کو عجلت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حرکت مت دیجئے، بے شک ہمارے ہی ذمہ ہے اس کا جمع کر دینا اور پڑھا دینا، پھر جب ہم اسے پڑھ لیں تو آپ اس پڑھے ہوئے کا اتباع کریں، پھر ہمارے ہی ذمہ ہے اس کا بیان کر دینا۔

لہٰذا قرآن کریم کو لکھنے سے پہلے زبانی سینوں میں محفوظ کیا گیا، بعد میں اس محفوظ شدہ قرآن کی کتابت کروائی گئی، اسی وجہ سے قرآن کریم حقیقت میں وہ ہے جو سینوں میں محفوظ ہے اور جو مصاحف میں مکتوب ہے وہ اس محفوظ شدہ قرآن کا عکس اور تابع ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم ہر شک وشبہہ سے بالاتر ہو گیا۔

اس اعتراض سے متعلق چوتھی بات یہ عرض ہے کہ قرآن کریم کی کتابت کا جب آغاز ہوا تو اس زمانہ میں جو اشیاء کتابت کے لئے موزوں اور میسر تھیں ان پر قرآن کریم کی کتابت کی گئی اس طرح قرآن کریم مختلف اشیاء پر متفرق طور پر لکھ لیا گیا، پھر مختلف صحابہ نے ان لکھے ہوئے قرآن کے حصوں سے ذاتی نقلیں تیار کیں اور بعض صحابہ نے حضور اکرم ﷺ سے منقول تفسیری جملوں کو بھی ان آیات کے ساتھ تحریر کر لیا تھا، اسی طرح بعض وہ آیات جن کی کتابت کروائی جا چکی تھی اور وہ منسوخ ہو گئی تھیں ان آیات کی کتابت بھی بعض صحابہ کے پاس باقی رہ گئی تھیں، لیکن تمام صحابہ اس بات کو جانتے تھے اور انہیں قرآن کریم کی تلاوت میں کسی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا، اس لئے کہ ان کے سینوں میں قرآن کریم محفوظ تھا، بعد میں جب اسلام دور دراز ممالک تک پہنچا اور عجمی لوگ حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے تو انہیں تلاوت میں دشواری پیش آنے لگی، تو حضرت عثمانؓ کی نامزد کمیٹی نے قرآن کریم کی کتابت کو جمع کیا، قرآن کو جمع نہیں کیا، اس لئے کہ قرآن کریم تو پہلے ہی سے سینوں میں جمع اور محفوظ تھا اور پھر اسے ایک کتاب کی شکل میں مرتب فرمایا، اس کمیٹی نے قرآن کریم کی یکجا کتابت کے دوران تفسیری جملوں اور منسوخ شدہ آیات کو قرآن کریم کی کتابت سے حذف کر دیا جس سے معترض صاحب کو غلط فہمی ہوئی اور وہ یہ سمجھے کہ صحابہؓ نے قرآن کریم کا کچھ حصہ قرآن سے خارج کر دیا، اسی طرح اس کمیٹی نے مختلف قراءات کے متون کو ایک ہی رسم الخط اور ایک ہی متن میں سمو دیا جس سے معترض صاحب کو غلط فہمی ہوئی اور وہ یہ سمجھے کہ صحابہؓ نے قرآن کریم کے متن میں تبدیلیاں کیں، اسی طرح اس کمیٹی نے پورے قرآن کریم کی کتابت ایک ہی مصحف میں جمع کر دی اور اس ترتیب کے مطابق لکھا جس ترتیب کے مطابق قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی تھی، اس سے پہلے بعض صحابہؓ نے اپنے طور پر ذاتی مصاحف تیار کئے ہوئے تھے لیکن ان مصاحف میں تین باتیں تھیں، یا تو وہ مکمل قرآن کریم کی کتابت کو حاوی نہیں تھے، یا ان ذاتی مصاحف میں تفسیری جملوں اور منسوخ شدہ آیات کی کتابت بھی موجود تھی گو وہ صحابہؓ ان آیات کی تلاوت نہیں فرمایا کرتے تھے، یا ان مصاحف کی ترتیب تلاوت کی ترتیب کے مطابق نہیں تھی، لہٰذا

صحابہؓ کے ذاتی مصاحف کے مقابلے میں اس کمیٹی کا تیار کردہ مصحف جامع اور مانع تھا، یعنی نہ تو اس مصحف میں منسوخ شدہ آیات اور تفسیری جملے موجود تھے اور نہ ہی کوئی آیت یا سورت کی کتابت چھوٹ پائی، معترض صاحب کو اس سے یہ غلط فہمی ہوئی کہ انہوں نے یہ سمجھا کہ اس کمیٹی نے بہت سا مواد جو دوسرے صحابہؓ کے مصاحف میں موجود نہیں تھا، انہوں نے اسے قرآن کریم میں شامل کر دیا، الغرض صحابہؓ کا یہ عمل اُمت کی فلاح وبہبود اور قرآن کریم کی کتابت کو محفوظ کرنے کے لئے تھا تا کہ آنے والے دور کے مسلمان قرآن کریم کی کتابت کے اعتبار سے کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو پائیں، لیکن معترض صاحب نے اس پورے عمل کو تعصب کی نگاہ سے دیکھا اور حقائق کو خلط ملط کرنے کی کوشش کی اور جو عمل مستحسن اور اُمت کے لئے باعثِ رحمت وشفقت تھا اسے اُمت کی نظر میں دجل وفریب کی چادر اوڑھا کر مشکوک ومشتبہ بنانے کی کوشش کی ہے۔

اس اعتراض سے متعلق پانچویں بات یہ عرض ہے کہ قرآن کریم کی کتابت کو جمع کرنے کے دوران سورۂ توبہ کی آخری آیات (لقد جاءکم۔۔۔الخ) کسی صحابی کے پاس اس طرح لکھی ہوئی نہیں مل رہی تھی کہ انہوں نے ان آیات کی کتابت آپ ﷺ کی موجودگی میں کیں ہوں، ان آیات کو اس طرح لکھا ہوا لے کر صرف ایک صحابی حضرت اُبو خزیمہؓ حاضر ہوئے، اس واقعہ سے معترض صاحب نے یہ تأثر دینے کی کوشش کی ہے کہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بہت سی آیات اور سورتیں قرآن کا حصہ ہونے سے رہ گئی ہونگیں، معترض صاحب کی یہ بات ان کی خام خیالی ہے جس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی کسی آیت کی کتابت بھی قرآن کا حصہ ہونے سے نہیں چھوٹی، یہ اشکال اس وقت کیا جانا مناسب ہوتا جب ان کی پیش کردہ آیت کو قرآن کریم کی کتابت میں شامل نہ کیا جاتا، لہذا جب اسے شامل کر لیا گیا اور اس طرح کا کوئی دوسرا واقعہ بھی پیش نہیں آیا کہ جس سے معلوم ہوتا ہو کہ حضرت عثمانؓ کی نامزد کمیٹی نے صحابہؓ کے پیش کردہ قرآن کریم کی کتابت کے حصہ کو قرآن کریم کی کتابت میں شامل نہیں کیا، تو اس صورت میں اعتراض کرنا قرآن کریم کی کتابت کو مشکوک بنانے کی کوشش ہے، جو کسی طرح بھی قابلِ قبول نہیں۔

لہذا مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ صحابہؓ نے جمعِ قرآن کے دوران نہ تو قرآن کا کچھ حصہ قرآن کریم کی کتابت سے خارج کیا اور نہ ہی قرآن کریم کی کتابت میں اضافہ کیا ہے صحابہؓ کی جماعت اس بات سے بری ہے اور معترض صاحب کے تمام اشکالات غلط فہمی اور قرآن کریم سے عناد اور تعصب پر مبنی ہیں جو کہ قابلِ رد ہیں۔

تیسرا اعتراض:۔

سورتوں کی ترتیب، خاص طور پر سورۂ فاتحہ کی قرآن میں موجودہ حیثیت مدوّن کرنے والوں کے مرہونِ منت ہے۔

جواب:۔

اس اعتراض سے متعلق پہلی بات یہ عرض ہے کہ جیسا کہ پہلے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کو پڑھا پہلے گیا ہے اور لکھا بعد میں گیا ہے اور ما بین الدفتین مصاحف کی صورت میں تین مراحل سے گزر کر منصۂ شہود پر آیا ہے، لہذا قرآن کریم من حیث التلاوۃ اپنے نزول کے ساتھ ہی

سینوں میں جمع بھی تھا، محفوظ بھی تھا اور اسی ترتیب کے مطابق تھا جس ترتیب کے مطابق آج لکھا ہوا قرآن کریم ہمارے پاس موجود ہے اور من حیث الکتابۃ عہدِ نبوی ﷺ میں قرآن کریم کو مختلف اشیاء پر، متفرق طور پر مکمل لکھ لیا گیا تھا، یعنی اس دور میں قرآن کریم کی کتابت تو مکمل تھی لیکن نہ آیتوں میں ترتیب تھی اور نہ ہی سورتوں میں بلکہ کسی جگہ کچھ آیتیں تحریر تھیں اور کسی جگہ کچھ، لیکن قرآن کریم کی تلاوت آیتوں اور سورتوں کی اسی ترتیب کے مطابق کی جاتی تھی جو ترتیب حضور اکرم ﷺ نے بتلائی تھی، عہدِ صدیقیؓ میں آیتوں میں تو ترتیب قائم کردی گئی لیکن سورتوں میں ترتیب قائم نہیں کی گئی بلکہ ہر ہر سورت علیحدہ علیحدہ صحیفوں میں لکھی گئی لیکن تلاوت اسی ترتیب کے مطابق ہوتی رہی جس ترتیب کے مطابق عہدِ نبوی ﷺ میں ہوا کرتی تھی، عہدِ عثمانیؓ میں آیتوں کی ترتیب کے ساتھ ساتھ سورتوں کو بھی تلاوت کی ترتیب کے مطابق ایک ہی صحیفہ میں لکھ دیا گیا، معترض صاحب نے اس واقعہ کو ایک الگ رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے کہ صحابہؓ نے عہدِ صدیقیؓ میں آیتوں میں ترتیب اپنے اجتہاد سے قائم کی ہے اور عہدِ عثمانیؓ میں سورتوں کی ترتیب اپنے مشورے اور اجتہاد سے قائم کی ہے اور پھر یہ مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے کہ جس طرح دنیا کی اور کتابیں نئے ایڈیشن میں ترمیم واضافہ کے ساتھ شائع ہوتی رہی ہیں اسی طرح قرآن کریم میں بھی ہر دور میں یہ گنجائش موجود ہے کہ اسے ترمیم واضافہ کے ساتھ پیش کیا جاسکے، افسوس مستشرقین اور ملحدین کے طبقہ نے کلام الٰہی اور کلام الناس میں کوئی فرق ہی نہیں برتا، جبکہ اس قرآن کی حفاظت کا وعدہ باری تعالیٰ کی طرف سے اس آیت

انّا نحن نزّلنا الذکر وانا لہ لحٰفظون (9)

بے شک ہم نے ہی ذکر (قرآن) نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

کے تحت کیا گیا، اسے بھول گئے اور وہ اس وعید

إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا أَفَمَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (10)

بے شک وہ لوگ جو ہماری آیتوں میں الحاد سے کام لیتے ہیں وہ ہم سے چھپ نہیں سکتے، کیا بھلا وہ شخص جسے جہنم میں ڈالا جائے بہتر ہے یا وہ شخص جو قیامت کے دن مطمئن حالت میں آئے، تم لوگ جو چاہے عمل کرلو، بے شک تم لوگ جو کچھ کررہے ہو وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

کا شکار ہوگئے اور انہیں یہ غلط فہمی اس وجہ سے پیش آئی کہ انہوں نے کتابت کو قرآن پر مقدّم جانا، حالانکہ قرآن کریم میں قراءت کتابت پر مقدّم ہے۔

اس اعتراض سے متعلق دوسری بات یہ عرض ہے کہ اگر بالفرض صحابہؓ نے قرآن کریم کی سورتوں کو اپنی رائے اور اجتہاد سے ترتیب دیا ہے جیسا کہ معترض حضرات کا خیال ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عہدِ عثمانیؓ ۳۰ھ میں جمع قرآنی کا کام مکمل ہوا، تو اس سے پہلے صحابہؓ کس ترتیب کے مطابق قرآن کریم کی تلاوت فرمایا کرتے تھے، اگر جمعِ عثمانیؓ میں سورتوں کو جس ترتیب سے رکھا گیا ہے اگر وہ تلاوت کی ترتیب

کے خلاف تھی تو کسی نے اس پر نکیر کیوں نہیں کی اور کسی نے تلاوت پر مشقّت بڑھ جانے کو کیوں بیان نہیں کیا، لہذا معلوم ہوا کہ سورتوں کی ترتیب، تلاوت کی ترتیب کے مطابق تھی، اسی وجہ سے اُمت نے اشکال کرنے کی بجائے بنظرِ استحسان دیکھا ہے۔

اس اعتراض سے متعلق تیسری بات یہ عرض ہے کہ سورۂ فاتحہ کی قرآن کریم میں موجودہ حیثیت مدوّن کرنے والوں کے مرہونِ منت نہیں ہے، بلکہ باری تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہے، چنانچہ ارشادِ ربّانی ہے:

وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ (11)

واقعی ہم نے آپ کو سات ایسی آیتیں دی ہیں جو بار بار پڑھی جاتیں ہیں اور عظمت والا قرآن عطاء کیا ہے۔

اس آیت میں سورۂ فاتحہ کو اہمیت دیتے ہوئے قرآن کریم سے علیحدہ بیان کیا ہے، حالانکہ سورۂ فاتحہ بھی قرآن کریم کا حصہ ہے جس سے اس سورت کی فضیلت اور خصوصیت کا اندازہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے اور اس کا موجودہ قرآن میں مقام حضور اکرم ﷺ کے فرمان اور تلاوت کی ترتیب کے مطابق ہے، حضرت عثمانؓ کی نامزد کمیٹی نے پورے قرآن کریم کو اسی ترتیب کے مطابق لکھا جو تلاوت کی ترتیب تھی اور یہ تلاوت کی ترتیب حضور اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق تھی اور آپ ﷺ کا فرمان ارشادِ خداوندی کی تعمیل میں تھا، لہذا قرآن کریم کی موجودہ ترتیب فرمانِ الٰہی کے مطابق ہے، اس میں صحابہؓ کی رائے کا ذرّہ برابر بھی دخل نہیں ہے۔

لہذا مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ معترض حضرات کا یہ اعتراض کم علمی اور مغالطہ پر مبنی ہے اور حقیقت کے خلاف ہے جس کی وجہ سے قابلِ رد ہے۔

چوتھا اعتراض:۔

قرآن کی حیثیت تاریخی ہے، جس میں ارتقاء کا عمل جاری رہا، دریافت شدہ مخطوطات اس کی واضح دلیل ہے، لہذا اب بھی ارتقاء ممکن ہے۔

جواب:۔

اس اعتراض سے متعلق پہلی بات یہ عرض ہے کہ زمانہ قدیم کے مخطوطات اور موجودہ زمانے کے مصاحف میں فرق ہونا ایک لازمی بات ہے، اس لئے کہ زمانۂ قدیم کے مخطوطات مختلف النوع صورتوں کے حامل تھے، بعض مخطوطہ رسمِ قرآنی پر مشتمل تھے یعنی کسی مخطوطہ میں رسم ایک قراءت کے مطابق تھا تو دوسرے مخطوطہ میں دوسری قراءت کے مطابق، اس قسم کے مخطوطات کو رسمِ عثمانیؓ کے مطابق قرآن کریم کی تکمیل کے بعد حضرت عثمانؓ کے فرمان کے مطابق جلا دیا گیا تھا، لیکن عین ممکن ہے کہ کسی شخص نے اپنے پاس موجود قرآن کے حصہ کو نہ جلایا ہو اور وہ حصہ رسمِ عثمانیؓ کے خلاف کسی ایک قراءت کے مطابق لکھا ہوا ہو اور زمانے کے نشیب و فراز میں وہ حصہ کھو گیا ہو اور بعد میں آنے والے زمانوں میں اسے دریافت کر لیا گیا ہو۔ اسی طرح بعض مخطوطات کا اس طرح ہونا بھی ممکن ہے کہ وہ رسمِ عثمانیؓ کے مطابق تو ہوں لیکن اس میں خط کا فرق ہو، اس لئے کہ یہ تاریخی حیثیت ہے کہ مختلف زمانوں اور مختلف علاقوں میں رائج خط کو ہی قرآن کریم

کی کتابت کے لئے استعمال کیا گیا ہے، زمانہ قدیم کے خطوط میں قابلِ ذکر خط انباری، حمیری، کوفی اور نستعلیق ہیں، اس کے علاوہ اور بھی خطوں کا استعمال ہوا ہے، بہر حال مختلف طرزِ تحریر سے نفسِ کتابت میں کوئی فرق نہیں آتا، لیکن دیکھنے والوں کو اوّل وہلہ میں فرق ضرور محسوس ہوتا ہے۔ اسی طرح زمانہ قدیم کے اکثر مصاحف معرّب و مشکّل نہیں تھے، یعنی رسمِ عثمانی کے مطابق تو تھے لیکن ان پر حرکات اور نقاط نہیں تھے بعد کے زمانوں میں جب نقاط اور حرکات کی شکلیں ایجاد ہوئیں تو انہیں مصاحف میں استعمال کیا گیا لیکن وہ اشکال موجودہ زمانے کی اشکال کے مطابق نہیں تھیں، اسی طرح اعراب اور نقاط کے اعتبار سے بھی مصاحف تین طرح کے تھے، پہلے اعراب اور نقاط سے خالی، دوسرے اعراب اور نقاط کی قدیم شکلوں کے مطابق، تیسرے اعراب اور نقاط کی جدید شکلوں کے مطابق، الغرض زمانہ قدیم کے مخطوطات اور موجودہ زمانے کے مصاحف میں یہ فرق تو بہر حال موجود ہے لیکن اس سے قرآن کریم میں تغیّر کا شبہہ پیدا نہیں ہوتا، اس لئے کہ جیسا پہلے عرض ہوا کہ قرآن کریم میں اصل قراءت ہے اور کتابت اس کے تابع ہے اور قرآن کریم کی قراءت میں کبھی بھی کسی بھی زمانے میں ادنیٰ سی بھی تبدیلی واقع نہیں ہوئی جیسا کہ قرآن عہدِ نبوی ﷺ میں پڑھا جاتا رہا، اسی طرح عہدِ نبوی ﷺ سے لیکر موجودہ زمانے تک پڑھا پڑھایا جارہا ہے، ہر دور میں لاکھوں سینے اس کو محفوظ کررہے ہیں اور آگے منتقل کررہے ہیں اور تاقیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

اس اعتراض سے متعلق دوسری بات یہ عرض ہے کہ باعتبارِ کتابت کے بھی قرآن کریم کی نفسِ کتابت میں بھی کسی بھی زمانے میں تغیّر واقع نہیں ہوا، اس لئے کہ عہدِ نبوی ﷺ میں قرآن کریم کو مختلف قراءات کے مطابق حضور اکرم ﷺ کی نگرانی میں لکھا گیا، بعد میں حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ان کی نامزد کمیٹی نے قرآن کریم کے مختلف متون کو جو کہ مختلف قراءات کے مطابق تھے سامنے رکھ کر ایک ایسا رسم الخط اختیار کیا جس میں تمام متواتر قراءتیں سما جائیں، اس اعتبار سے یہ رسم الخط قرآن کریم کی نئی کتابت نہیں تھی بلکہ یہ رسم الخط عہدِ نبوی ﷺ کے مختلف متون کا جامع تھا اور عہدِ نبوی ﷺ کے مطابق تھا، عہدِ عثمانؓ کے بعد سے لے کر موجودہ زمانے تک کبھی بھی کسی بھی دور میں رسمِ عثمانیؓ کے علاوہ کسی اور رسم میں قرآن کریم کو تحریر نہیں کیا گیا، ہاں البتہ طرزِ تحریر مختلف خطوں کے مطابق ہوا، اسی طرح اعراب اور نقاط بھی مختلف زمانوں میں مختلف علامات کے ذریعہ لگائے گئے، اسی طرح مختلف دیار میں رائج قراءت کے مطابق قرآن کریم پر اعراب اور نقاط لگائے گئے اور بعد کے آنیوالے زمانوں میں قرآن کریم کو اخماس، اعشار اور اجزاء کے اعتبار سے تقسیم بھی کیا گیا، اسی طرح رموزِ او قاف کا اضافہ بھی کیا گیا، لیکن ان سب کے باوجود رسمِ عثمانیؓ میں ادنیٰ سا بھی تغیّر پیدا نہیں ہوا، یہی اس قرآن کریم کے رسمِ عثمانیؓ کا کمال ہے۔

اس تمام تر تفصیلات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قرآن کریم کی قراءت اور کتابت دونوں اعتبار سے قرآن کریم میں ارتقاء ممکن ہی نہیں ہے، اس لئے کہ باعتبارِ قراءت کے جس طرح عہدِ نبوی ﷺ میں قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی تھی، اسی طرح موجودہ زمانے میں بھی قرآن کریم کی تلاوت کی جارہی ہے اور باعتبارِ کتابت کے رسمِ عثمانیؓ جو کہ مختلف رسمِ قرآنی کا جامع تھا اس کے وجود میں آنے کے بعد سے

لے کر آج تک اسی رسم کے مطابق قرآن کریم کی کتابت کی جارہی ہے، لہذا معترض حضرات کا قرآن کریم کی کتابت میں ارتقاء ثابت کرنا حقائق کے خلاف ہے اور اس ارتقاء سے قرآن کریم میں اضافہ اور ترمیم کی گنجائش کا مغالطہ دینا بے جا اور دیانت کے خلاف ہے۔

اس اعتراض سے متعلق تیسری بات یہ عرض ہے کہ معترض حضرات کی طرف سے قرآن کریم کی حیثیت کو تاریخی قرار دیتے ہوئے اسے موجودہ زمانے کے لئے ناکافی ہونے کا مغالطہ دینا ٹھیک نہیں ہے، اس لئے کہ قرآن کریم عہدِ نبوی ﷺ میں ہی مکمل ہو گیا تھا اور اس تکمیل کا اعلان باری تعالیٰ کی طرف سے

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ (12) آج میں نے تمھارے لئے تمھارا دین مکمل کر دیا۔

کے ذریعہ کر دیا گیا تھا، اسی وجہ سے عہدِ نبوی ﷺ سے لے کر موجودہ زمانے تک قرآن کریم نے ہر دور میں اُمت کی رہبری کی ہے اور اُمت مسلمہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ قرآن کریم تاقیامت ہر دور کے مسائل اور ضرورتوں کے لئے کافی اور شافی ہے، اب رہی بات قرآن کریم کی کتابت پر گزرنے والے مختلف مراحل کی تو ان مراحل سے قرآن کریم کی کتابت کی تاریخ تو ثابت ہوتی ہے نہ کہ قرآن کریم اور اس کی کتابت کی تاریخی حیثیت واضح ہوتی ہے، لہذا معترض حضرات کا قرآن کریم کی کتابت کے مختلف مراحل کو سامنے رکھ کر قرآن کریم کو تاریخی حیثیت قرار دینا قطعاً نامناسب فیصلہ ہے۔

مذکورہ بالا تمام حقائق کی موجودگی میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ مستشرقین اور معترضین حضرات کی طرف سے کئے گئے اشکالات حقائق سے دوری اور ذہنی مفروضات پر مبنی ہیں اور اُمت مسلمہ کو مغالطہ دینے کی کوشش ہے جو دیانت کے اصولوں کے منافی ہے، لہذا یہ تمام اعتراضات قابلِ رد ہیں۔

جیفری کہتا ہے۔

No two of these lists agree with one another to any great extent.(13)

ان میں سے کوئی دو فہرستیں بھی ایک دوسرے کے ساتھ کسی بھی حد تک متفق نہیں۔

گولڈ زیہر کہتا ہے۔

فلا يوجد كتاب تشريعي---من الاضطراب وعدم الثبات كما نجد في نص القرآن- (14)

کوئی بھی مذہبی کتاب ایسی نہیں ہے جس کے متن میں اضطراب اور عدمِ ثبات کا مسئلہ درپیش ہو جس طرح قرآن کے متن میں پایا جاتا ہے۔

نولڈیکے کہتا ہے۔

They burned all the other codices … the destruction of the earlier codices was an irreparable loss. (15)

انہوں نے دوسرے تمام مصاحف کو جلا ڈالا۔۔۔پہلے مصاحف کا جلا دینا ایک ناقابلِ تلافی نقصان تھا۔

مندرجہ بالا عبارتوں کو سامنے رکھ کر درج ذیل شقیں سامنے آتی ہیں۔

۱۔ قرآن کا متن غیر معیاری ہے، اس لئے کہ اس میں کتابت کی غلطیاں موجود ہیں۔

۲۔ صحابہ کے ذاتی مصحف انہی سورتوں اور آیتوں پر مشتمل تھے جن سے وہ واقف ہو پائے اور وہ مصاحف ایک حرف میں بھی ایک دوسرے سے متفق نہیں تھے۔

۳۔ قرآن کا متن طویل عرصہ تک متعین نہ ہو سکا، جس کی وجہ سے قرآن کا بہت حصہ ضائع ہو گیا۔

۴۔ الہامی کتب میں سب سے زیادہ اضطراب قرآنی نص میں ہے۔

۵۔ تاریخِ اسلامی میں قرآن نص واحد کے ساتھ منظر عام پر نہ آسکا، حضرت عثمانؓ کے جمع قرآن کا کارنامہ نص کی وحدت کی طرف ایک اہم قدم تھا، نیز حضرت عثمانؓ نے اپنے ذاتی مصحف کے علاوہ تمام مصاحف کو جلا دیا تھا، جس سے قرآن کا بہت حصہ ضائع ہو گیا، اب اگر ہم قرآن کا حقیقی متن جاننا چاہیں بھی تو نہیں جان سکتے۔

اب ہم مذکورہ اعتراضات کے جوابات تحریر کرتے ہیں۔

پانچواں اعتراض:۔

قرآن کا متن غیر معیاری ہے اور اس میں کتابت کی غلطیاں موجود ہیں۔

جواب:۔

اس اعتراض سے متعلق پہلی بات یہ عرض ہے کہ رسمِ قیاسی اور رسمِ قرآنی میں فرق ہے، رسمِ قیاسی اس رسم کو کہتے ہیں کہ جس میں بولے ہوئے الفاظ اور کتابت کے رائج طریقوں کے مطابق اس کی کتابت کی جائے اور رسمِ قرآنی سے مراد ایسا رسم ہے کہ جس کو حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق کاتبین وحی نے لکھا ہو، گو وہ رسم خلافِ قیاس ہی کیوں نہ ہو اور پھر رسمِ قرآنی کا جامع رسم، رسمِ عثمانی ہے یعنی رسمِ عثمانی ایسا رسم ہے جس میں تمام متواتر قراءتیں سما جاتی ہیں، لہٰذا رسمِ عثمانی کی تین نوعیتیں ہیں، پہلی وہ ہے جو قیاس کے موافق ہے، دوسری وہ ہے جسے حضرت عثمانؓ کی نامزد کمیٹی نے مختلف قراءات کو ایک ہی رسم میں بیان کرنے کے لئے قرآن کی مختلف منقول رسوم کی مدد سے اختیار کیا ہے، تیسری وہ ہے کہ جس میں اختلافِ قراءت تو نہیں ہے لیکن اس کلمہ کی رسم آپ ﷺ سے ہی خلافِ قیاس منقول ہے، لہٰذا رسمِ عثمانی میں موجود بعض کلمات کے رسم کے غیر قیاسی ہونے کو ملحوظ رکھ کر اسے کتابت کی غلطی سمجھنا اور اس بناء پر قرآن کے متن کو غیر معیاری کہنا، علم الرسم سے ناآشنائی اور تحقیق کے معیار کے خلاف ہے۔

اس اعتراض سے متعلق دوسری بات یہ عرض ہے کہ (بسم اللہ) کا رسم الف کے حذف کے ساتھ ہے، اس کے علاوہ پورے قرآن کریم میں (اسم) کے کلمہ کا رسم الف کے اثبات کے ساتھ ہے، اگر یہ کتابت کی غلطی ہوتی اور صحابہؓ کی جماعت کتابت سے ناآشنا ہوتے تو (بسم اللہ) کی بجائے قرآن کریم میں دیگر جگہوں میں الف کا حذف ہوتا، اس لئے کہ دیگر مواقع کی بنسبت (بسم اللہ) کا کلمہ کثیر الاستعمال اور کثیر الکتابت تھا، لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ کتابت کی غلطی سے ایسا نہیں ہوا بلکہ اس کا رسم اسی طرح نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے۔

اس اعتراض سے متعلق تیسری بات یہ عرض ہے کہ اگر قرآن کا متن غیر معیاری ہوتا تو ایک بھی انسان اس کو باآسانی نہ پڑھ سکتا، حالانکہ ہر دور میں لاکھوں عربی اور عجمی حضرات قرآن کے متن کو نہ صرف یہ کہ باآسانی پڑھ لیتے ہیں بلکہ بہت سے افراد اس کو پڑھ کر حافظ بن جاتے ہیں اور کبھی بھی کسی بھی شخص کو قرآن پڑھتے ہوئے کوئی مغالطہ پیش نہیں آتا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن کا متن معیاری ہے۔

لہٰذا مذکورہ بالا دلائل اور شواہد کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرآن کے متن کو غیر معیاری قرار دینا اور اس میں موجود غیر قیاسی رسم کو کتابت کی غلطی شمار کرنا دانشمندانہ فیصلہ نہیں ہے بلکہ ایسی رائے قلّتِ علم اور جہالت پر مبنی سوچ کی ترجمانی ہے۔

چھٹا اعتراض:۔

صحابہ کے ذاتی مصحف انہی سورتوں اور آیات پر مشتمل تھے، جن سے وہ واقف ہو پائے اور وہ مصاحف ایک حرف میں بھی ایک دوسرے سے متفق نہیں تھے۔

جواب:۔

اس اعتراض سے متعلق پہلی بات یہ عرض ہے کہ عہدِ نبوی ﷺ میں قرآن کا نزول یکبارگی نہیں ہوا، بلکہ وقتاً فوقتاً کچھ کچھ حصہ نازل ہوا اور جیسے ہی قرآن کریم کے کچھ حصہ کا نزول ہوتا تو آپ ﷺ کاتبینِ وحی میں سے جو قریب ہوتا اسے بلاتے اور وحی کی کتابت اپنی نگرانی میں کروایا کرتے تھے اور جو آیات اور سورت نازل ہوا کرتی اس کا مقام بھی بتلادیا کرتے تھے، کاتبینِ وحی صحابہ آپ ﷺ کی ہدایات کے مطابق قرآن کریم کو مختلف اشیاء مثلاً ہڈی، چمڑے، کھجور کی چھال، ہرن کی جھلی اور اس جیسی اور اشیاء جس پر کتابت کرنا آسان، ممکن اور جائز ہو، فرمالیا کرتے تھے اس طرح قرآن کی کتابت تو نزولِ قرآن ہی کے ساتھ ہو جایا کرتی تھی لیکن قرآن کریم کی یہ تمام کتابت اول تو مختلف اشیاء پر تھی، یعنی قرآن کا کچھ حصہ کسی چیز پر اور قرآن کا کچھ حصہ کسی چیز پر تحریر تھا، دوسری بات یہ کہ نہ تو ان میں سورتوں میں ترتیب قائم تھی اور نہ ہی آیتوں میں اور نہ ہی اس دور میں آیتوں اور سورتوں میں ترتیب قائم کرنا ممکن تھا، اس لئے کہ کبھی کسی سورت کی کچھ آیتیں نازل ہوا کرتی تھیں اور کبھی کسی سورت کی کوئی آیت یا آیت کا کچھ حصہ، بہر حال یہ بات تو قرآن کریم کی کتابت سے متعلق تھی، اب رہی صحابہ کے ذاتی نسخوں سے متعلق بات تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ نزول شدہ وحی کو سب سے پہلے کاتبینِ وحی صحابہ میں سے وہ صحابی لکھا کرتے تھے جو قریب ہوتے تھے اس کے بعد دوسرے کاتبینِ وحی صحابہ ان سے دیکھ کر لکھ لیا کرتے تھے، اسی طرح وہ صحابہ جو کاتبینِ وحی میں سے نہیں تھے لیکن کتابت کے فن کو جانتے تھے وہ بھی مختلف کاتبین صحابہ کے پاس جمع شدہ قرآن کے حصہ میں سے دیکھ کر اپنے لئے ذاتی نسخہ تیار کرلیا کرتے تھے، اس کی وجہ سے تمام صحابہ حتی کہ کاتبینِ وحی صحابہ کے ذاتی نسخوں میں فرق واقع ہو گیا تھا اور یہ فرق صرف ترتیب کا تھا، یعنی کسی صحابی کے پاس کوئی آیت پہلے اور کوئی آیت بعد میں لکھی ہوتی تھی اسی طرح کسی صحابی کے پاس کوئی سورت پہلے اور کوئی سورت بعد میں لکھی ہوتی تھی، ایسا ہرگز نہیں تھا کہ قرآن کا جو حصہ کسی صحابی کے پاس لکھا ہوا ہو، وہ کسی بھی صحابی کے پاس لکھا

ہوا موجود نہ ہو، بلکہ وہ حصہ دیگر صحابہ کے پاس بھی لکھا ہوا موجود ہوتا تھا لیکن ان کی اپنی ترتیب کے مطابق لکھا ہوا ہوتا تھا۔
اسی طرح بعض صحابہؓ اپنے ذاتی نسخوں میں کسی آیت یا کسی کلمہ کی تشریح اور تفسیر جو حضور اکرم ﷺ سے منقول ہوتی آیتِ قرآنیہ ہی کے ساتھ تحریر کر لیتے تھے، جس کی وجہ سے کبھی کبھی کسی دوسرے صحابی کو جو اس بات سے واقف نہیں ہوتے تھے التباس پیش آجایا کرتا تھا اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے حضور اکرم ﷺ نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا:
من كتب عنى غير القرآن فليمحه (16) جس شخص نے مجھ سے قرآن کے علاوہ جو کچھ لکھا ہے، اسے چاہیے کہ وہ اسے مٹادے۔
چنانچہ اس اعتبار سے بھی صحابہؓ کے ذاتی نسخے ایک دوسرے سے مختلف ہوگئے تھے لیکن یہ فرق تفسیری جملوں کی موجودگی یا عدمِ موجودگی کا تھا، قرآن کریم کے متن کی کتابت میں فرق نہیں تھا وہ مکمل تھی۔ اسی طرح ایک فرق باعتبارِ قراءت کے بھی تھا، یعنی قرآن کریم چونکہ سات حرفوں کے مطابق نازل ہوا تھا، اس لئے اختلافِ قراءت کی وجہ سے اس کی کتابت بھی مختلف تھی اور ہر وہ صحابیؓ جنہوں نے اپنے لئے ذاتی نسخے تیار فرمائے، انہوں نے اپنے ذاتی مصحف میں قرآن کریم کی کتابت اس قراءت کے مطابق فرمائی جس قراءت پر وہ عامل تھے، لہذا مختلف قراءت ہونے کی وجہ سے قرآن کی کتابت بھی مختلف تھی اور یہ کتابت بھی صحابہؓ کے درمیان منتشر تھی، اس وجہ سے بھی ان کے ذاتی مصاحف میں فرق تھا، لیکن یہ فرق بھی اختلافی کلمات میں تھا، بقیہ پوری آیت اسی طرح تحریر ہوتی تھی، جس طرح دوسرے مصاحف میں لکھی ہوئی ہوتی تھی۔
الغرض صحابہؓ کے ذاتی نسخوں میں فرق درج بالا عوامل اور ان جیسی اور وجوہات کی بناء پر تھا، لہذا ان عوامل کی وجہ سے ہونے والے فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے صحابہؓ کے ذاتی نسخوں کو ہدفِ تنقید بنانا اور اس کے ذیل میں قرآن کو غیر محفوظ اور غیر معتبر پیش کرنے کی سازش تیار کرنا کسی طرح ٹھیک نہیں، اس لئے کہ صحابہؓ کے ذاتی نسخے اگرچہ ایک دوسرے سے مختلف تھے لیکن اس فرق کے باوجود قرآن کریم کی آیات اور سورتوں کی مکمل کتابت ان میں موجود تھی، لہذا اس بات کو دلیل بناتے ہوئے اعتراض کرنا ٹھیک نہیں ہے۔
اس اعتراض سے متعلق دوسری بات یہ عرض ہے کہ تمام صحابہؓ قرآن کے اکثر حصے یا پورے قرآن سے واقف تھے، اس لئے کہ وہ روز مرّہ کی جہری نمازوں، تراویح اور دیگر مواقعوں میں قرآن کریم کی تلاوت کی سماعت فرماتے رہتے تھے، البتہ قرآن کا جو حصہ وہ سیکھ لیتے تھے اور حاصل کر لیتے تھے اسے وہ اپنی ذاتی یادداشت کے طور پر لکھ لیا کرتے تھے، اس طرح صحابہؓ کے پاس قرآن کا وہ حصہ لکھا ہوا موجود تھا جسے انہوں نے حضور اکرم ﷺ اور دیگر قرّاء صحابہؓ سے سیکھ کر حاصل کیا تھا، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ صحابہؓ قرآن کے صرف اس حصہ ہی سے واقف تھے جو ان کے پاس لکھا ہوا تھا، اس لئے کہ وہ پورے یا اکثر قرآن سے واقف تھے جیسا کہ عرض کیا گیا ہے، لہذا صحابہؓ کے ذاتی یادداشت کے لئے بنائے ہوئے نسخوں کو ملحوظ رکھ کر صحابہؓ سے متعلق پورے قرآن کریم سے لاعلم ہونے کا تأثر دینا صحابہؓ کی جماعت پر صریح بہتان ہے جو کہ حقائق کے خلاف ہے۔
لہذا مذکورہ بالا تفصیلات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صحابہؓ کے ذاتی نسخوں کو ہدفِ تنقید بنانا غلط اور نامناسب رویہ ہے اور اس عمل

سے قرآن کریم کو غیر معتبر قرار دینے کا تاثر دینا تاویل شیطانی اور حقائق سے دوری ہے۔

ساتواں اعتراض:۔

قرآن کا متن طویل عرصہ تک متعین نہ ہو سکا، جس کی وجہ سے قرآن کا بہت سا حصہ ضائع ہو گیا۔

جواب:۔

اس اعتراض سے متعلق عرض ہے کہ قرآن کا متن اپنے نزول کے ساتھ ہی متعین تھا اور آپ ﷺ کی نگرانی میں ہی لکھا جاتا رہا اور بعد کے زمانے میں اس میں ادنیٰ سا تغیّر بھی واقع نہیں ہوا، ہاں عہدِ عثمانیؓ میں قرآن کریم کے مختلف متون جو کہ مختلف قراءات کے مطابق تھے ،ان کو سامنے رکھ کر ایک متن تیار کیا گیا جو کہ قرآن کے مختلف متون کا جامع متن تھا، اس لحاظ سے یہ عمل، متن میں تبدیلی نہیں تھی بلکہ مختلف متون کو یکجا کرنے کی کوشش تھی اور عہدِ عثمانیؓ میں جو متن تیار ہوا اس میں موجودہ زمانے تک کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی اور نہ ہی تاقیامت اس میں تبدیلی ممکن ہے، لہذا اس عمل سے یہ تاثر دینا کہ قرآن ایک متن کی صورت میں عہدِ عثمانیؓ میں منظرِ عام پر آیا، جس کی وجہ سے قرآن کا کچھ حصہ ضائع ہو گیا عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے، عقل کے خلاف تو اس طرح ہے کہ صحابہؓ کی ایک بہت بڑی جماعت جو حفظِ قرآن کی دولت سے سرفراز تھی وہ موجود تھی، اگر رسمِ عثمانیؓ کی تیاری میں قرآن کا کچھ حصہ چھوٹ جاتا تو صحابہؓ کی یہ جماعت ہرگز خاموش نہ رہتی اور وہ ضرور اس بات کی وضاحت اور نشاندہی کرتی، اسی طرح یہ بات نقل کے بھی خلاف ہے، وہ اس طرح کہ رسمِ عثمانیؓ کے منظرِ عام پر آنے کے بعد صحابہؓ کی ایک بہت بڑی جماعت حیات تھی اور کافی عرصہ حیات رہی، اگر قرآن کا کچھ حصہ ضائع ہو گیا ہوتا تو ضرور ان سے اس بارے میں منقول ہوتا، اس لئے کہ وہ روز و شب تلاوت کرنے والی جماعت تھی، لہذا اس بارے میں ان سے کچھ منقول نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ رسمِ عثمانیؓ کی تیاری میں قرآن کا کوئی بھی حصہ ضائع نہیں ہوا ہے۔

آٹھواں اعتراض:۔

الہامی کتب میں سب سے زیادہ اضطراب قرآنی نص میں ہے۔

جواب:۔

اس اعتراض سے متعلق پہلی بات یہ عرض ہے کہ دیگر آسمانی کتابوں کی نسبت قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ باری تعالیٰ نے خود لیا ہے، چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

انّا نحن نزّلنا الذکر وانا لہ لحفظون (17) بے شک ہم نے ہی ذکر (قرآن) نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

جبکہ دیگر آسمانی کتب کی حفاظت کی نسبت باری تعالیٰ نے اپنی طرف نہیں کی بلکہ ہر وہ اُمت جس کی طرف کتاب نازل کی گئی، اسی اُمت کے ذمہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری سپرد ہوئی، لیکن اس اُمت نے اپنی عطاء کردہ کتاب کی حفاظت کرنے کی بجائے اس میں تحریف اور تبدیلی کی، جس کی خبر باری تعالیٰ نے قرآن حکیم میں دی، چنانچہ ارشادِ ربّانی ہے:

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ(18)

ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ وہ اس کے بدلہ تھوڑا سا مول لے سکیں، پس ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو کچھ ان کے ہاتھوں نے لکھا اور ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو کچھ وہ کمارہے ہیں۔

جبکہ قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ باری تعالیٰ نے خود لیا تھا، اسی وجہ سے اس کی حفاظت کی صورت ابتداء ہی سے سینوں کے ذریعہ کروائی گئی اور آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ہی حافظوں کی ایک جماعت تیار ہوگئی جنہیں قرآن کریم مع رسم حفظ ہوگیا اور انہوں نے سینہ بسینہ دوسرے حضرات کے سینوں میں منتقل فرمانا شروع کر دیا اور عہدِ صحابہؓ میں ہی یہ تعداد لاکھوں سے تجاوز کر گئی اور ہر دور میں یہ تعداد بڑھتی گھٹتی تو رہی لیکن کسی بھی دور میں اتنی کم تعداد نہیں ہوئی جس کو قلیل شمار کیا جائے اور نہ ہی کسی دور میں حفظِ قرآن کے تسلسل میں کوئی انقطاع پیدا ہوا ہے، لہذا ہم علی الاعلان یہ دعویٰ کرسکتے ہیں کہ قرآن کریم تو قرآن کریم حتی کہ اس کی قراءات، طرزِ ادائیگی تک آج جس کا رواج ہے اور ہم اپنی زبانوں سے اداء کررہے ہیں یہ وہی قرآن کریم اور اس کی ادائیگی ہے جو آپ ﷺ پر نازل ہوا اور آپ ﷺ نے اس کے مطابق تلاوت قرآن کریم اُمت کو سکھلائی، لہذا قرآن کریم کی حفاظت ابتداء ہی سے حفاظت کے سب سے اعلیٰ طریقہ یادداشت سے کروائی گئی جو نہ کتابت کی محتاج ہے اور نہ ہی اس میں کسی قسم کے تغیّر کا اندیشہ ہے، اس حیثیت سے متنِ قرآنی دیگر الہامی متون کے مقابلے میں فائق اور ممتاز ہے۔ اس اعتراض سے متعلق دوسری بات یہ عرض ہے کہ قرآن کریم میں اصل قراءت ہے اور کتابت اس کے تابع ہے، اسی وجہ سے اگر کسی دور میں قرآن کریم کی کتابت ختم ہو بھی جائے اور اس کا کوئی نسخہ باقی نہ رہے، تو اس صورت میں بھی قرآن کریم ختم نہیں ہوگا اور نہ اس میں تغیر ہوگا اور نہ ہی قرآن کریم کا کوئی حصہ ضائع ہوگا، اس لئے کہ حافظوں کی ایک جماعت ملکر دوبارہ از سرِ نو قرآن کریم کی کتابت اپنے حافظوں اور سینوں میں محفوظ قرآن کریم کی مدد سے انجام دے لینگے، برخلاف دوسری آسمانی کتابوں کے اس لئے کہ دوسری آسمانی کتابوں میں اصل کتابت تھی اور قراءت اس کے تابع تھی اور ان کتابوں کی حفاظت یادداشت اور سینوں کے ذریعہ بھی انجام نہیں دی گئی، اسی وجہ سے جیسے ہی ان کتابوں کی کتابت میں فرق واقع ہوا وہ کتاب محفوظ نہیں رہی اور اس میں طرح طرح کے تغیرات وقوع پذیر ہوئے، حتی کہ ان کتابوں کے مختلف نسخے منظر عام پر آئے اور ان نسخوں کو لکھنے والے ہر شخص نے اپنے نسخے سے متعلق صحیح ہونے اور دیگر نسخوں سے متعلق محرّف ہونے کا دعوٰی کیا، اس وجہ سے ان کتابوں کے ماننے والوں کو بھی اپنی عطاء کردہ کتاب پر اعتماد نہ رہا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کتابوں کے متون میں اضطراب شدید سے شدید تر ہوتا چلا گیا۔

لہذا مذکورہ بالا تفصیلات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ الہامی کتابوں میں متن قرآنی وہ واحد نص ہے جو ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی اضطراب نہیں ہے اور معترضین کی طرف سے قرآنی نص کو مشکوک اور مضطرب پیش کرنے کی کوشش قرآنی نص سے متعلق صریح جھوٹ اور مغالطہ دینے کی کوشش ہے جو کسی بھی صورت قابلِ قبول نہیں۔

نواں اعتراض:۔

تاریخ اسلامی میں قرآن نص واحد کے ساتھ منظرِ عام پر نہ آسکا، حضرت عثمانؓ کے جمعِ قرآن کا کارنامہ نص کی وحدت کی طرف ایک اہم قدم تھا، نیز حضرت عثمانؓ نے اپنے ذاتی مصحف کے علاوہ تمام مصاحف کو جلادیا تھا، جس سے قرآن کا بہت حصہ ضائع ہوگیا، اب اگر ہم قرآن کا حقیقی متن جاننا چاہیں بھی تو نہیں جان سکتے۔

جواب:۔

اس اعتراض سے متعلق یہ عرض ہے کہ قرآن کریم چونکہ سبعہ اَحرف کے مطابق نازل ہوا، اسی وجہ سے عہدِ نبوی ﷺ میں قرآن کریم کی کتابت مختلف قراءات کے مطابق ایک سے زائد تھیں لیکن پوری آیات کی کتابت مختلف نہیں تھیں بلکہ جس کلمہ میں اختلاف قراءت تھا اس کلمہ کی کتابت ایک سے زائد تھیں، پھر جب عہدِ عثمانیؓ میں قرآن کریم کی کتابت کو یکجا ایک کتاب کی صورت میں لکھا گیا تو اس میں ایسی کتابت اختیار کی گئی کہ جس میں تمام قراءتیں سما جائیں، رسمِ عثمانیؓ کے منظر عام پر آنے کے بعد سے قرآن کریم کی کتابت اسی ایک رسم کے مطابق ہوتی چلی آرہی ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ قرآن کی ایک سے زائد قراءتیں تھیں اسی وجہ سے ابتداء میں قرآن کریم کے متون بھی ایک سے زائد تھے لیکن جب عہدِ عثمانیؓ میں جامع المتون رسم اختیار کرلی گئی تو اس کے بعد ابتدائی متون جو کہ مختلف تھے ان کی حاجت نہ رہی، اس وجہ سے رسمِ عثمانیؓ کے علاوہ دیگر قرآن کریم کے تمام متون اور حصوں کو نذرِ آتش کردیا گیا، اس کے نتیجہ میں یہ بات لازم نہیں آتی کہ اس کی وجہ سے قرآن کا کوئی حصہ ضائع ہوگیا ہو اس لئے کہ یہ عمل جامع المتون رسم کے تیار ہونے کے بعد انجام دیا گیا، لہٰذا قرآن کریم کی جو کتابت ہمارے سامنے ہے وہ قرآن کریم کا حقیقی متن ہی نہیں بلکہ یہ تمام متون کا جامع متن ہے۔ لہٰذا ان تمام حقائق کو نظر انداز کرتے ہوئے جمعِ قرآن کی کاروائی کو مشکوک بنانا اور قرآن کریم سے متعلق غلط فہمی پیدا کرنا اسلام دشمنی کی علامت ہے اور تحقیق کے ضابطوں کے خلاف ہے۔

الغرض یہ تمام اعتراضات باطل ہیں جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں، لہٰذا معترضین حضرات کی طرف سے اٹھائے گئے تمام نکات فرضی اور حقیقت سے دور ہیں اسی وجہ سے قابلِ رد ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

1) Jeffery, Arthur, Materials for the history of the text of the quran, E.J.Brill, 1937, p5.
2) Jeffery, Arthur, Materials for the history of the text of the quran, E.J.Brill, 1937, p6.
3) Toby, Lester, What is the Koran, 1999, p220.
4) Noldeke, theodor, Sketches from eastern history, London and Edinburgh, Adom and Charles Black, 1892, p52.

5) القرآن الکریم، پارہ ۲۹، سورہ ۶۹، آیت ۴۳۔

6) القرآن الکریم، پارہ ۲۱، سورہ ۲۹، آیت ۴۸۔

7)القرآن الکریم، پارہ ۱۱، سورہ ۱۰، آیت ۱۵۔

8)القرآن الکریم، پارہ ۲۹، سورہ ۷۵، آیت ۱۶۔۱۹۔

9)القرآن الکریم، پارہ ۱۴، سورہ ۱۵، آیت ۹۔

10)القرآن الکریم، پارہ ۲۴، سورہ ۴۱، آیت ۴۰۔

11)القرآن الکریم، پارہ ۱۴، سورہ ۱۵، آیت ۸۷۔

12)القرآن الکریم، پارہ ۶، سورہ ۵، آیت ۳۔

13) Jeffery, Arthur, Materials for the history of the text of the quran, E.J.Brill, 1937, p7.

14)نجار، عبدالحلیم، ڈاکٹر، مذاہب التفسیر الاسلامی، مکتبہ الخانجی، مصر، ۱۹۵۵ء، ص ۴۔

15) Noldeke, theodor, Sketches from eastern history, London and Edinburgh, Adom and Charles Black, 1892, p52.

16)قشیری، مسلم بن الحجّاج، امام، صحیح مسلم، دارالخیر، بیروت، ۲۰۰۳ء، ج ۴، ص ۲۲۹۸، کتاب ۵۳، رقم الحدیث ۳۰۰۴۔

17)القرآن الکریم، پارہ ۱۴، سورہ ۱۵، آیت ۹۔

18)القرآن الکریم، پارہ ۱، سورہ ۲، آیت ۷۹۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.